فاتحہ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے آج سے ۶۰ سال پہلے' ترجمان القرآن کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے جو کلمات تحریر فرمائے تھے' وہ ان جذبات و احساسات کی عکاسی بڑی خوبصورتی کے ساتھ کرتے ہیں جو آج اس عاجز بندے کے قلب پر طاری ہیں۔ بلکہ آج کے مدیر کو تو سرے سے ان کی شخصیت سے کوئی نسبت ہی نہیں' اس لیے میں حصولِ برکت اور اظہارِ جذبات کے لیے ان کے کلمات کے اقتباسات پیش کررہا ہوں۔ (خ - م)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ اِلَیْنَا کِتَابًا فِیْہِ ھُدًی وَ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ وَیَسَّرَہٗ لَنَا لِنَذَّکَّرَ بِہٖ وَاَرْسَلَ اِلَیْنَا عَبْدَہٗ وَ رَسُوْلَہٗ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ یَتْلُوا عَلَیْنَا اٰیٰاتِہٖ وَیُزَکِّیْنَا وَیُعَلِّمُنَا الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُخْرِجُنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔

یہ رسالہ اپنی زندگی کے چھ مہینے پورے کرنے کے بعد آج ایک دوسرے مرحلے میں قدم رکھ رہا ہے' جو پہلے مرحلے سے زیادہ کٹھن اور دشوار ہے۔ کٹھن اور دشوار صرف اسی معنی میں نہیں کہ اس کے پیشِ نظر اب پہلے سے زیادہ مشکل کام ہے' بلکہ اس معنی میں بھی کہ جن ہاتھوں میں وہ منتقل ہو رہا ہے وہ پہلے کام کرنے والے ہاتھوں سے زیادہ کمزور ہیں۔ اب تک اس رسالہ کی تحریر و ترتیب ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں تھی جس نے برسوں سے اپنی زندگی کو قرآن اور صرف قرآن کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔... ایسے شخص کے لیے سب سے بڑی قوت اس کا خلوص' اس کی تن دہی اور اس کا ایثار ہے' جو ہر مشکل سے مشکل امر میں کامیابی کے لیے ضامن ہوتا ہے۔ مگر اب یہ کام اس شخص کے سپرد کیا جارہا ہے' جو انکسار کے طور پر نہیں' اعترافِ حقیقت کے طور پر اپنی کمزوری' اپنی بیچارگی' اپنی بے مائیگی کو تسلیم کرتا ہے۔ اور ہر شخص سے زیادہ خود اپنے عجز و درماندگی سے واقف ہے۔

...

ایک طرف یہ ضعف و ناتوانی ہے' دوسری طرف پیشِ نظر کام ہے کہ اسلام کو اس اصلی

روشنی میں پیش کیا جائے۔ ... قرآن مجید کو اس کی اصلی صورت میں پیش کرنا' اس کے حقائق و معارف کو اس سیدھے اور صاف طریقے سے سمجھنا اور سمجھانا جس سے قرنِ اوّل کے سچے مسلمان سمجھتے اور سمجھاتے تھے' ایک بڑا مشکل کام ہے۔ اور اس مشکل کام کے لیے اس رسوخ علم' سلامتِ قلب' اور طہارتِ نفس و روح کی ضرورت ہے' جس کی قلّت میں اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ قرآن مجید کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے سب سے پہلی ضرورت پاکیزگی کی ہے' کہ قرآن **ھدی للمتقین** ہے۔ جس طرح قرآن کے اوراق کو چھونے کے لیے جسم کی پاکیزگی ضروری ہے' اسی طرح اس کے معانی' اس کے معارف' اس کی روح تک رسائی حاصل کرنے کے لیے نفس و روح کی پاکیزگی بھی لازم ہے' جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے۔ اس کے بغیر انسان بجائے ہدایت پانے کے الٹا گمراہ ہو جاتا ہے۔

...

اس کے ساتھ رسوخِ علم بھی ضروری ہے۔ جو متشابہات کو بھی محکمات کے درجہ میں کر دیتا ہے' اور جس کے بغیر انسان اتنا کج نظر و کج فہم ہو جاتا ہے کہ اس کے لیے محکمات بھی متشابہات ہو جاتی ہیں۔

پس سلامتی کی راہ تو درحقیقت اس میں تھی کہ جو شخص رسوخِ علم اور طہارتِ قلب کا مالک نہیں ہے' وہ "ترجمان القرآن" کی تحریر و ترتیب کا کام اپنے ہاتھ میں نہ لیتا۔ مگر کام کی دشواری اور اپنی کمزوری کو جاننے کے باوجود محض خدمت کے جذبہ نے مجھ کو اس دعوت کے قبول کرنے پر مجبور کردیا جو مجھے اس کام کی جانب دی گئی تھی۔ اور اس بھروسہ نے میری ہمت بڑھائی کہ جس خدا نے میرے دل میں یہ جذبہ پیدا کیا ہے' وہی رسوخِ علم' صحتِ فکر' سلامتِ قلب' اور طہارتِ نفس و روح بھی ارزانی فرمائے گا۔

...

اس کے ساتھ ہی' میں اس کا مدعی بھی نہیں ہوں کہ مجھ سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ کسی مسئلہ کے سمجھنے اور بیان کرنے میں خود میں غلطی پر ہوں۔ ایسے مواقع پر میں امید کرتا ہوں کہ میری کسی غلطی کو قصد و اختیار پر محمول نہ کیا جائے گا' بلکہ ناواقفیت اور قلتِ فہم کا نتیجہ سمجھا جائے گا' اور اہل علم حضرات میری اصلاح کی کوشش فرمائیں گے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی شخص مجھے غلطی پر اصرار کرنے والا ہٹ دھرم نہ پائے گا۔